"وفاء الوفاء" میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے توسل حاصل کرنے کے متعلق ایک بحث نظر آئی جس میں اصل مسئلہ کے دلائل کے ساتھ ساتھ حکایات و واقعات بھی پیش کئے گئے ہیں مناسب معلوم ہوا کہ مختصراً اس کو بھی ہدیۂ ناظرین کیا جائے۔

جس طرح یہ حقیقت محتاج بیان نہیں ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں اعلیٰ و اکمل اور سب سے بہتر و برتر ہیں جیسا کہ علامہ جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

لایمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور جیسا کہ حضرت مولانا قاسمؒ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں ؎

تو فخرِ کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں ⁂ امیر لشکرِ پیغمبراں شہِ ابرار

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

اور جس طرح حقیقت واقعہ یہ ہے کہ ان جملہ کمالات میں کمال کا پہلو بھی اسی بنا پر آیا ہے کہ وہ آپ کی ذات والا صفات سے متعلق ہو گئے کیونکہ ہم جب یہ مانتے ہیں کہ آپ کی ذات بابرکات ہی باعثِ تخلیقِ عالم اور آپ کا نور ہی اوّل موجودات ہے تو ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے جن جن صفات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو متصف فرمانا چاہا ہوگا انھیں صفات میں کمال و حسن کا پہلو بھی رکھا ہوگا جیسا کہ استاذی حضرت اسعد رام پوری فرماتے ہیں ؎

رسالت کو شرف ہے ذاتِ اقدس کے تعلق سے
نبوّت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاء تم ہو

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات نہ صرف یہ کہ منبع کمالات و مجمع صفات ہے بلکہ بلکہ آپ کی ذات شریف معیارِ کمالات بھی ہے جو صفتِ کمال آپ میں موجود نہ ہو درحقیقت وہ کمال ہی نہیں۔

اس تمہید کے بعد اب مسئلہ توسّل میں علامہ سمہودی کی تمام بحث کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔ خلاصۂ بحث یہ ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے توسّل حاصل کرنے کی چار صورتیں ہیں:-

۱۔ آپ کی تخلیقِ عنصری سے پہلے آپ کا توسّل۔
۲۔ آپ کی ولادت ظاہری و عنصری کے بعد آپ کا توسّل۔
۳۔ آپ کی وفاتِ عنصری وظاہری کے بعد آپ کا توسّل۔
۴۔ عالمِ محشر اور قیامت میں آپ کی شفاعت و توسّل۔

مختلف احادیث سے ان سب کا ثبوت ملتا ہے پہلی صورت کے لئے وہ مشہور روایت ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام اپنے قصور کی معافی کے لئے آپ کا توسّل چاہا ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے اپنی پیدائش کے بعد جب سر اُٹھایا تو عرش کے پایوں پر کلمہ لکھا ہوا دیکھا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔

پوری روایت طبرانی وحاکم نے نقل کی ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح بھی کی ہے۔

دوسری صورت کے لئے بھی طبرانی کی وہ مشہور روایت ہے جس میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا صحابی کو ایک دُعا تعلیم فرمائی ہے جس میں آپ کے توسّل سے حاجت (یعنی بینائی) طلب کی گئی ہے اور وہ پوری ہوئی ہے۔

(طبرانی عن عثمان بن حنیفؓ)

تیسری صورت کے لئے بھی انھیں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ہے جس میں انھوں نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات کے بعد ایک شخص کو وہی دُعا تعلیم فرمائی ہے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نابینا صحابی کو تعلیم فرمائی تھی) اور اس شخص کی حاجت بھی اس توسل کی برکت سے پوری ہو گئی ہے۔ (طبرانی معجم کبیر) وہ دُعا یہ ہے :-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ (یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ) اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ اَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ۔

چوتھی صورت یعنی قیامت میں توسّل کے متعلق وہ فرماتے ہیں کہ یہ صورت تو ایسی ہے جس پر اجماع ہو چکا ہے۔ (محتاجِ اثبات نہیں ہے)

(علامہ سمہودیؒ کی بحث توسّل کا خلاصہ ختم ہُوا)

انھیں دلائل کی روشنی میں ہمارے اکابر توسّل کے جواز بلکہ اس کے مفید ہونے کے قائل ہوئے ہیں۔ تعلیم الدین میں ہے کہ ”بزرگوں کے توسّل سے دُعا جلد قبول ہوتی ہے۔“
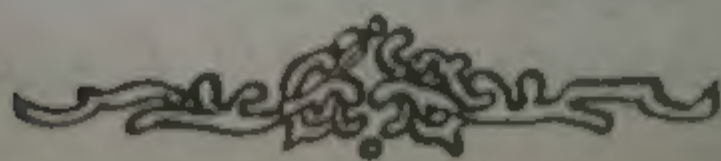
توسّل کے سلسلہ میں چند حکایات

اس بحث کے بعد علامہ سمہودی نے شیخ محمد بن موسیٰ بن نعمان کی کتاب "مصباح الظلام" سے چند حکایات نقل فرمائی ہیں :

حکایت ۱ : حضرت محمد بن المنکدر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے والد صاحب کے پاس اسّی دینار (اشرفی) بطور امانت رکھے اور یہ اجازت دے دی کہ اگر تمہیں کسی وقت ضرورت ہو تو خرچ کر سکتے ہو وہ شخص تو اپنی امانت رکھ کر جہاد پر باہر چلا گیا اور یہاں کچھ ہی دنوں بعد ان کے حالات کچھ تنگ ہو گئے مجبوراً انھوں نے وہ روپے (اشرفیاں) خرچ کر دیئے۔ ایک روز وہ شخص میرے والد صاحب کے پاس آ پہنچا اور اُن سے اپنی اشرفیاں طلب کیں۔ والد صاحب نے کہا کہ میرے پاس کل آنا، وہ چلا گیا اب جب رات ہوئی تو والد صاحب کبھی مزارِ مبارک کی پناہ لیتے اور کبھی آپ کے ممبر شریف کی پناہ لیتے یہاں تک کہ اسی آہ و فریاد کی حالت میں صبح ہونے کو ہی تھی کہ اندھیرے میں کوئی شخص آیا اور بولا اے محمد یہ لو! یہ سُنکر میرے والد صاحب نے جو ہاتھ بڑھایا تو ایک تھیلی ہاتھ میں آئی جس میں اسّی اشرفیاں تھیں۔ چنانچہ جب صبح ہوئی اور وہ شخص آیا تو انھوں نے وہ اشرفیاں اسکو دے دیں۔

حکایت ۲: حضرت ابوالخیر الاقطع فرماتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول علٰی صاحبہا التحیۃ والتسلیم میں داخل ہُوا اور اس وقت میں فاقہ سے تھا اسی حالت میں میں پانچ دن تک وہاں مقیم رہا ایک دھیلا بھی میرے منہ میں نہیں گئی ایک روز مرقد شریف کے سامنے حاضر ہُوا اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام پیش کیا اور میں نے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کا مہمان ہوں (یہ کہہ کر) میں وہاں سے ہٹ گیا اور مزار شریف کے عقب میں سو گیا، خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کی داہنی جانب، حضرت عمر فاروقؓ بائیں جانب اور حضرت علیؓ آپ کے سامنے تھے۔ حضرت علیؓ نے مجھے جگایا اور کہا اُٹھو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں، میں اُٹھ کھڑا ہوا اور آپ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا تو آپ نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی جس کا آدھا حصّہ میں کھا گیا۔ اس کے بعد میں بیدار ہُوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں آدھی روٹی موجود ہے۔

حکایت ۳: حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی زرعۃ الصوفی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (ابوزرعہ) اور ابی عبداللہ بن خفیف کے ہمراہ مکّہ کا سفر کیا راستہ میں ہمیں سخت قسم کے فاقہ کا سامنا کرنا

پڑا اسی حالت میں ہم مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے اور وہاں اسی طرح بھوکے لیٹ رہے میں اس وقت سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا لہذا میں بار بار اپنے والد کے پاس جاتا (بھوک سے پریشان تھا) اور کہتا کہ مجھے بھوک لگی ہے۔ آخر میرے والد صاحب مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آج کی رات آپ کا مہمان ہوں اور ذرا دیر وہیں گردن جھکا کر مراقبہ میں بیٹھ گئے، تھوڑی دیر میں اپنا سر اوپر اٹھا لیا اور کبھی رونا کبھی ہنسنا شروع کر دیا ان سے وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے کہ میں نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے میرے ہاتھ میں چند درہم رکھدیئے ہیں یہ بتانے کے بعد جو انھوں نے ہاتھ کھولا تو اس میں چند درہم تھے۔ اللہ تعالی نے اس میں اتنی برکت دی کہ ہم شیراز تک واپس لوٹ آئے جب بھی ہم اُن ہی میں سے خرچ کرتے رہے۔

حکایت ۴ : شریف ابو محمد عبد السلام بن عبد الرحمن الحسین الفارسی کہتے ہیں کہ میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیٰ صاحبھا میں تین دن مقیم رہا ان دنوں میں نے کسی سے کھانا نہیں مانگا پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ممبر شریف کے قریب آیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے کہا اے نانا جان میں بھوکا ہوں اور آپ سے ثرید

کی آرزو کرتا ہوں پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور میں سو گیا ابھی میں سو ہی رہا تھا کہ ایک دم سے کوئی شخص مجھے جگانے لگا میں اُٹھ بیٹھا تو میں نے دیکھا کہ اس شخص کے ساتھ کاٹھ کا ایک پیالہ ہے جس میں ثرید ہے اور خوب گھی اور گوشت ہے اُس آدمی نے مجھ سے کہا کھاؤ میں نے اُس سے پوچھا کہ یہ کہاں سے آئی وہ بولا میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ تین دن سے اس کھانے کی فرمائش اور خواہش کر رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ میرے لئے کچھ پیسوں کا بندوبست فرمایا تو میں نے یہ کھانا تیار کیا اور سو گیا تو خواب میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ تمہارا ایک بھائی اس کھانے کی مجھ سے خواہش کر رہا ہے اسے کھلا دو۔

حکایت ۵ : ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں سند کیساتھ مجھ سے نقل کیا ہے کہ ثابت بن احمد بغدادی کہتے ہیں کہ انھوں نے مدینہ شریف میں ایک شخص کو دیکھا کہ فجر کی اذان قبر شریف کے پاس کہی اور اس میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہا تو مسجد کے خادموں میں سے ایک خادم اس کے پاس آیا اور ایک تھپڑ رسید کر دیا وہ شخص رونے لگا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب کے حضور میں میرے ساتھ یہ سلوک کیا گیا تو اس خادم کو فالج پڑ گیا اور لاد کر گھر پہنچایا گیا۔ پھر تین دن بعد انتقال بھی ہو گیا۔ اَللّٰھُمَّ نَعُوْذُبِکَ مِنْ

غضبک وغضب رسولک ونساء لک رحمتک و شفاعۃ نبیک نبی الرحمۃ علیہ صلوٰتک وسلامک۔

حکایت ۶۶: عبدالسلام بن ابی القاسم صقلی روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک ثقہ شخص نے اپنا یہ واقعہ بیان کیا جس کا نام وہ بھول گئے وہ شخص کہتے ہیں کہ میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا اس وقت میرے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہ تھی چنانچہ میں بھوک سے بیحد کمزور ہو گیا تو میں حجرہ شریف کے قریب آیا اور میں نے عرض کیا۔

"یا سید الاولین والآخرین میں مصر کا باشندہ ایک انسان ہوں جناب کے پڑوس میں مجھے پانچ مہینے ہوئے ہیں اور میں بیحد کمزور ہو گیا ہوں میں نے اپنے دل میں یہی کہا ہے کہ میں سوال تو اللہ اور اس کے رسول ہی سے کروں گا کہ میرے بس میں کسی ایسے شخص کو کر دے جو مجھے شکم سیر کر دے۔ (خوب پیٹ بھر کھلا دے) یا مجھے میرے گھر تک پہنچا دے" یہ کہنے کے بعد حجرہ شریف کے قریب میں نے خوب دعائیں مانگیں اور پھر ممبر کے پاس بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص حجرہ شریف میں داخل ہوا اور کھڑے ہو کر کچھ بات کرتا رہا اور کہتا رہا نانا جان، نانا جان پھر وہ میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کھڑے ہو میں کھڑا ہو کر اس کے ساتھ ہو لیا وہ مجھے لے کر

باب جبریل سے نکلا اور بقیع سے آگے بڑھ کر ایک خیمہ میں
پہنچا جس میں ایک لڑکی بھی اور ایک لڑکا ان دونوں سے کہا
اٹھو اپنے مہمان کے لئے کھانا پکاؤ، لڑکے نے لکڑی جمع کر کے
آگ جلائی اور لڑکی نے موٹی روٹی پکائی اور مجھے وہ باتوں
میں لگائے رہا یہاں تک کہ وہ لڑکی روٹی لے کر آ گئی اور
عمدہ کھجور بھی لے آئی۔ اب اس نے مجھ سے کہا کھاؤ میں
تھوڑا کھا کر رک گیا تو اس نے کہا اور کھاؤ میں نے اسے
بتایا کہ میں نے کئی مہینوں سے گیہوں نہیں کھایا تھا تو اس
نے بقیہ بچا ہوا سب کھانا اور دو صاع کھجور توشہ دان
میں رکھ دیا اور مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے میں نے اپنا
نام بتایا تو کہنے لگا تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آئندہ
تم میرے نانا سے شکایت نہ کرنا انھیں یہ بات بہت گراں
گذرتی ہے اور اس وقت سے جب بھی تمہیں بھوک لگے گی تمہاری
خوراک تم کو پہنچ جایا کرے گی تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ تمہارے جانے
کی کوئی سبیل نکال دے۔ پھر اس نے اس لڑکے سے کہا انھیں لیجاؤ
اور میرے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف تک پہنچا کر آؤ اب
میں اس لڑکے کے ساتھ چل کر بقیع تک پہنچا تو میں نے اس سے
کہا تم لوٹ جاؤ اب تو میں پہنچ ہی گیا اس نے کہا اے جناب اللہ

جانتا ہے۔ میں آپ کو چھوڑ نہیں سکتا جب تک آپ کو حجرہ شریف تک نہ پہنچا دوں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے آقا کو اسکی خبر فرمادیں۔

چنانچہ اس لڑکے نے مجھے حجرہ تک پہنچا دیا اور الوداع کہہ کر رخصت ہو گیا۔ اب میں وہاں ٹھہرا رہا اور چار دن تک وہی کھانا کھاتا رہا جو اس نے مجھے دیا تھا۔ پھر جب مجھے بھوک لگی تو وہی لڑکا میرے لئے کھانا لے آیا اسی طرح برابر جب مجھے بھوک لگتی تو وہ کھانا لاتا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے وہاں سے روانگی کی سبیل پیدا فرمادی۔

حکایت ۴۵ ابوالعباس بن نفیس المقری الضریر کہتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں تین دن بھوکا رہا پھر مزار شریف پر حاضر ہوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھوکا ہوں پھر میں سو گیا (کمزوری کی حالت میں) یہاں تک کہ کسی لڑکی نے مجھے پیر سے ہلایا تو میں اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا وہ بولی تیار ہو جاؤ میں اس کے ساتھ اس کے گھر گیا تب اس نے میرے آگے روٹی اور کھجور، گھی لاکر رکھا اور کہا کھاؤ ابوالعباس مجھے میرے نانا جان نے اس کا حکم فرمایا ہے اور تمہیں جب بھی بھوک لگے تم میرے پاس آجانا!

علامہ سمہودی نے اس حکایت کے بعد ابوسلیمان داؤد.

سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے مواقع میں جس کو کسی کی میزبانی وغیرہ کا حکم فرماتے ہیں وہ آپ کی ذریات طیبات ہی میں سے ہوتا ہے۔ خاص کر جب کسی کو کی کھانا کھلانا منظور ہوتا ہے۔ کیونکہ شریف لوگوں سے جب کوئی کھانا چاہتا ہے تو وہ اس سلسلہ میں اپنے ہی سے پہل کرتے ہیں لہٰذا آپ جو کہ سیّد الاشراف ہیں آپ کے حُسنِ خلق کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ آپ کی ذرّیت ہی میزبانی کے فرائض انجام دے۔

اللہ تعالیٰ ان بزرگانِ دین کے طفیل میں ہمیں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور آپ کی سنت کا اتباع نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الامین۔

عبد القدوس رومی
مُفتی شہر آگرہ